



ستہیل المواقظ
از مولانا انوار الحق صاحب عوم امر مہجی اللہ

حساب کی آمد

بظہر صلاہی : حضرت امام الامت محمد بن ابی بکر الصديق عليه السلام
محمد انصاری دہلی صابہ خانوی نور اللہ مرقدہ

اس تسیل المواقظ کے متعلق حضرت حکیم الامت کا ارشاد

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل ہشتی زبور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے اس کا
نفع گھروں کی دینی ہیں بہت جلد انکھوں سے نظر آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ



ماہنامہ انجمن احیاء السنہ

نظر آباد یا قبا پورہ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
فون: 042-6861584 - 6551774

یادگار خانقاہ امدادیہ شریفہ

بالمقابل چڑیا گھر شامہ راتہ تھانہ لاہور۔ 54000
پوسٹ نمبر 2074 فون: 042-6370371
E-mail: khangahlr@hotmail.com



لگاہ اسی میں جو ختمِ شکاری
نہ پڑا غمِ سیرِ اختیاری کے تیچھے
عبادت کیے جا مزا کو نہ آتے
نہ ادھی کو بھی چھوڑ سہا ہی کے تیچھے

محبوبؐ رحمۃ اللہ علیہ

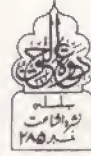
حساب کی آمد



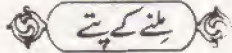
حضرت حکیم الامت مجدد الملت
مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب
نور اللہ مرقدہ



ناشر:
انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)
نفیر آباد ، باغبان پورہ ، لاہور



نام کتاب: _____
 عنوان و عظم: _____
 واعظ: _____
 تسبیل: _____
 کتابت: _____
 اشاعت اول: _____
 ناشر: _____



لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

بالمقابل چٹیا گھر شاہراہ قائد اعظم لاہور

پوسٹ بک نمبر: 2074 پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 فون: 042-6373310

فیکس: 042-6370371

E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنہ (جبرڑ) ۳ نفیر آباد ۱۰ باغبانپور لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

فون: 042-6861584 - 6551774

ڈاکٹر المصطفیٰ عارف باللہ حضرت اقدس خلیفہ مجاز: مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب برکاتہم اشاعت: 32

راہنہ: 32 رپورت بلاک نفیر آباد باغبانپور لاہور فون: 042-6861584 - 042-6551774
 Mobile: 0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست

- ۴ _____ حساب کی آمد
- ۴ _____ وعظ سننے کا طریقہ
- ۸ _____ سوئم اور چہلم وغیرہ
- ۹ _____ جمعرات کی فاتحہ اور مُردہ کا سامان
- ۱۱ _____ مُردہ کی قبر پر قرآن شریف پڑھوانا اور مؤذن کی ذلت
- ۱۲ _____ اللہ والوں کی صحبت کا اثر
- ۱۳ _____ سماع کا اثر
- ۱۳ _____ صحبت کا ادب کا خاطر رکھنے سے ضرور اثر ہوتا ہے
- ضروری بات پوچھنے سے رُکنا نہ چاہیے اور مراقبہ کا بیان جو
- ۱۴ _____ بہت مفید ہے

صحبت اولیاء

فرمایا جو شخص بخشش کا طالب ہو اولیاء کرام کی صحبت میں بیٹھے تبھائے
اعمال میں ان کی صحبت برکت ہوگی۔ اہل اللہ کے دل روشن ہیں۔ پاس
رہنے سے دل میں نور آتا ہے۔ جب نور آتا ہے ظلمت تاریکی بھاگ جاتی ہے
شبہ جاتا رہتا ہے۔ ان کا دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

حساب کی آمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ
وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ
أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهِ فَلَا هَادِيَ
لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ
سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا - أَقَابَعْدُ

فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُعْرِضُونَ
ترجمہ: لوگوں کا حساب نزدیک آگیا اور وہ غفلت میں منہ پھیرتے ہوئے ہیں

وعظ سننے کا طریقہ | میں پہلے یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ وعظ سننے سے
لوگوں کی غرضیں مجاہد ہوتی ہیں۔ بعض کی غرض
صرف مجمع وعظ کی شرکت ہوتی ہے اور بعض کی غرض مجمع کی برکت لینا ہوتا ہے
اور بعض کی غرض اپنے مرضوں کا علاج ہے یعنی یہ بات کہ شخص کو اپنے دل
کے مرض معلوم ہو سکتے ہیں وہ اس طرح کہ وعظ کئے والا جو کتاب لے
وہ وعظ کئے مضمون سے بلا بلا کر دیکھتا جائے۔ تو یہ سمجھ لیجئے کہ ہر ایماندار کو خواہ

وہ کتنا ہی کم درجہ کا کیوں نہ ہو ایک بڑا نور دیا گیا ہے کہ جس سے وہ اپنے نفع اور نقصان کو دیکھ سکتا ہے جس طرح بہت سے چراغ رکھے ہوں کہ سب میں کم یا زیادہ روشنی ضرور ہوتی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ چھپی غرض و عظم سننے سے اپنے حال کی درستی اور ان پر وعظ کہنے والے کی باتوں کو بلا بلا کر دیکھنا ہے اگر اس کو ششش میں مر بھی جائے گا تو نیکیوں میں شمار ہوگا۔ یہ تمہید ہوئی۔

اب سنئے کہ اللہ تعالیٰ نے شکایت کی ہے بندوں کی غفلت کی وہ یہ کہ ان کا حساب بہت قریب آن لگا ہے اور وہ غفلت میں مُنہ پھیرے ہوئے ہیں اور یہ سمجھ لیجئے کہ شکایت دوست کی ہوتی ہے جس سے غرض یہ ہے کہ وہ اپنی درستی کر لے۔ شکایت سے تعلق توڑنا منظور نہیں ہوتا اگر کسی سے علاقہ رکھنا منظور نہیں ہوتا تو اس کی شکایت نہیں کیا کرتے دشمن کی شکایت ہی کیا جو کچھ کرے تھوڑا ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں تو صاف جواب ہوا کرتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شکایت کرتے ہیں بندوں سے تعلق دُور نہیں کرتے بلکہ ان کو اپنا بنانا چاہتے ہیں چنانچہ کلام اللہ میں فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَدْعُو اِلَى دَارِ السَّلَامِ ترجمہ اللہ تعالیٰ جنت کی طرف بلاتے ہیں اور یہ کتنی بڑی رحمت ہے کہ بدون اپنی کسی غرض اور نفع کے ہمیں سنوارنا چاہتے ہیں۔ اس بات پر بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ہمارے عملوں کی ضرورت نہیں تو پھر کیوں ہمیں تکلیف دیتی؟ اس کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ اگر مریض یوں کہے کہ حکیم جی کو میرے علاج کی کیا ضرورت ہے کیوں کہ ان کو تو کوئی نفع ہی نہیں۔ ظاہر بات ہے ایسا مریض اچھا نہیں ہو سکتا۔ مریض کبھی خیال نہیں کرتا کہ میں حکیم جی پر بڑا احسان کرتا ہوں

اور عبادت کرنے والے کو یہ خیال ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادت کرنے والوں کو سمجھنا ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ حالانکہ ان کا کام نہیں پھر چمکے۔ اُپر یہ مہربانی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی اُمتوں کو ایک ہی دفعہ ایک کتاب عمل کرنے کو بھیج دی جس میں دل کے سارے مرض لکھے ہوئے تھے اور کلام بندوں کے سُرِ دکر دیا کہ اپنی ضرورت کے موافق اس کتاب میں سے نکال لیں اور اس اُمت کو ایک ایک نسخہ کر کے بھیجا۔ یعنی مختلف وقتوں میں کلام اللہ کی آیتیں اُتاریں۔ یہ نہیں کہ ایک ہی دفعہ پورا کلام اللہ بھیج دیا ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حکیم ابتدائی علاج سے انتہا تک ہر وقت کے موافق ایک ایک نسخہ دیتا ہے۔ یہ زیادہ مہربانی اور رحمت کی صورت ہے اور پھر اس سے بڑھ کر یہ رحمت ہوئی کہ ہمارے علاج کی دیکھ بھال کے لیے کیسے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا چنانچہ کلام اللہ کے اندر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ہے۔

فَمَا رَحْمَةٌ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ

ترجمہ: آپ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس قدر مہربان ہیں۔

پھر خیال تو کرو کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس محبت کی کیا قدر کی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے انتہا مہربان اور نرم تھے۔ اس سے کیا زیادہ بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جاہد الکفار کا حکم فرمایا کہ آپ بہت نرمی نہ کیجئے کچھ تو سختی چاہیے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کی بُرائی تو چاہی ہی نہیں۔ اگر کبھی انسانی تقاضہ سے تمہارے نقصان کی دُعا مانگی بھی تو پہلے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا کہ اس دُعا کو رحمت کا سبب کر دیا کریں

نہ نقصان کا۔ اگر غور کرو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دُعا تو دُعا بد دُعا بھی عا ہے اور یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت ہے کہ صرف زبانی درستی نہیں فرمائی بلکہ خود محنت اُٹھائی۔ آپ کو کبھی یہ خیال نہ ہوا کہ عبادت کی کیا ضرورت ہے حالانکہ حضور کی اگلی پچھلی باتیں سب معاف کر دی تھیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ تمہجہ کی نمازیں اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ پاؤں مبارک دم کرتے تھے اور فرماتے :

أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا -

ترجمہ: کیا میں اللہ کا بندہ شکر گزار نہ بنوں !

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باوجود بخشش ہو جانے کے یہ حال تھا! پھر ہمیں کیا ہوا ہے۔ حالانکہ ہماری یقینی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بطور شکر عبادت کرنے پر قصہ یاد آیا وہ یہ کہ ایک بزرگ نے ایک پتھر کو دیکھا کہ رو رہا ہے بہت رجم آیا اور بذریعہ کشف معلوم کیا کہ کیوں رو رہا ہے اس نے کہا کہ جب سے یہ آیت اُتر رہی ہے

وَقَوُّدُهَا النَّاسُ وَالْحَجَّارَةُ

ترجمہ: دوزخ کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

جب سے برابر رو رہا ہوں۔ ان بزرگ نے دُعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ اس پتھر کو تو دوزخ سے بچا ہی دیا جائے۔ دُعا قبول کر لی گئی۔ اس پتھر کا آپ نے اطمینان کر دیا۔ پھر ایک مرتبہ جو گزر ہوا تو دیکھا کہ پہلے سے زیادہ رو رہا ہے اس پر بڑا تعجب ہوا پوچھا کہ اب بھائی کیوں رو رہا ہے؟ تیری تو نجات ہو

گئی۔ اس نے کہا واہ جس عمل سے یہ نتیجہ ہوا اس کو اور زیادہ کیوں نہ کروں غرض یہ ہے کہ عبادت میں بالکل اپنا ہی نفع ہے اور لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا کام ہے بس بوجھ سا اُتار دیا۔ ہمارے نفس دین کے چھوڑ دینے کے لیے یہ سب جیلے کرتے ہیں۔ ہمارے ذمہ جو حقوق ہیں ان کا تقاضہ تو یہ تھا کہ اگر وہ اپنی طرف ہم کو نہ بھی کھینچتے اور مہربانی نہ بھی کرتے تب بھی ہماری طرف سے ہمیشہ طلب جاری رہتی۔ اگرچہ اُدھر سے انکار ہی ہوتا مگر نہیں اُدھر سے انکار نہیں طلب ہی ہے اور لوگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ کے خلاف ہے کہ وہ بلا رہے ہیں اور یہ منہ پھیرتے ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ شکایت کرتے ہیں جُدا کرنا منظور نہیں محبت جب ہی تک رہتی ہے جب تک شکایت رہے فرماتے ہیں - اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۚ کہ لوگوں کا حساب بہت قریب آگیا اور ان کو کچھ خبر نہیں نہ کچھ پہلی باتوں کا بدلہ کرتے ہیں نہ آئندہ کے لیے احتیاط ہر بات میں جو معاملہ ہمارا اُن کے ساتھ ہے لوگ اس کے خلاف کرتے ہیں۔ ہماری حکم کی ہوئی اور منع کی ہوئی باتوں پر بالکل نہیں چلتے نہ قول میں نہ فعل میں نئی نئی باتیں اور کام اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں اور ان کو ہماری خوشی کا سبب جانتے ہیں۔

سوم چلم وغیرہ ہزاروں مثالیں اس کی ہیں جیسے سوم چلم وغیرہ، مشہور حدیث ہے

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ترجمہ: کاموں کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اب دیکھ لیجئے کہ جو کام رواج پا رہے ہیں ان میں نیت کیا ہے صرف

ریا کاری اور برادری کو دکھانا کہ ہم نے فلانے کی موت ایسی کی۔ کہا کرتے ہیں ارے میاں روپیہ دور روپیہ کے چنوں کے لیے نک کٹی کراتے ہو معلوم ہوا کہ صرف نک کٹی کا خیال اس کا سبب ہے۔ جب اس کام میں صرف نیت ریا کاری کی ہے تو ثواب کیسا اور جب کرنے والے کو ثواب نہ ہوا تو جس کو بخشا ہے اس کو کیا چیز پہنچے گی اور جو کوئی اس سے منع کرے تو کہتے ہیں کہ واہ حسب ثواب پہنچانے سے منع کرتے ہیں۔ سو یہ بات نہیں ہے بلکہ منع کرنے والا ایک صورت سے منع کرتا ہے اور دوسری صورت ثواب پہنچانے کی بتلاتا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ جیسے اس وقت حج بمبئی کے راستہ سے منع ہو گیا اور چاکام سے اجازت ہے وہ دوسری صورت ثواب پہنچانے کی یہ ہے کہ جتنا روپیہ سوئم و چہلم وغیرہ میں خرچ کرتے ہو۔ محتاج بیواؤں کو چھپکا کر دے دو۔ لکھو کتنا ثواب ہوتا ہے۔ مگر بڑا خیال تو یہ ہے کہ برادری کیا کسے گی۔ چار چار دانہ برادری کو ملنے چاہئیں تاکہ شہرت ہو جاوے، چاہے بھلا ایک کا بھی نہ ہو۔

لوگوں نے طرح طرح کے دستور باندھ رکھے ہیں۔

جمعرات کی فاتحہ اور مردہ کا سامان

مثلاً جمعرات کا دن آیا اور مسجد کے ملا کے پاس حلوے اور مٹھائی کی بھرا ہوئی ہے۔ ہفتہ کے دوسرے چھ دنوں میں تو بے چارے کو کوئی پوچھتا بھی نہیں بچی کھچی روٹی اور بسا ہوا سالن اس غریب کے لیے ہے اور آج ساتویں دن آرزو کرتے کرتے یہ دن آیا کہ ایک سالن سے دوسرا سالن اسے ملے گا۔ مگروں بے کار ہے کہ ایک دم سے اس قدر آگیا کہ سب کھا نہیں سکتا اور ہفتہ بھر تک

رکھا بھی نہیں جاسکتا کیوں کہ بگڑ جائے گا۔ ملا بے چارہ اس کو سکھاتا ہے اور بھنگی بنا کر نکلتا ہے اور جو چیز سکھانے کے لائق نہیں جیسے علوا اور تر چیز وہ اس کو محلہ والوں سے چھپا کر بیچ دیتا ہے خیال تو کیجئے کہ اس کی نیت بگڑی اور آپ کا مال برباد ہو گیا۔ اگر بچاتے اس کے کہ جمعرات ہی کو خیرات کریں دوسرے دنوں میں بھی کوئی نئی چیز اس کے پاس بھیج دیا کرتے تو اس کی نیت نہ بگڑتی اور نہ سکھانے کی نوبت آتی یا یہ دستور ہے کہ مُردہ کے کچھ کپڑے اور جامنا وغیرہ اذان دینے والے کو دی جاتی ہے اور ان کپڑوں کے دینے کا دستور اس طرح تاکید سے ہے کہ چاہے گھر میں ان کے سوا اور کچھ سامان نہ ہو اور گھر کے بچے ننگے ہی رہ جاویں مگر رسم کے خلاف نہ ہو حالانکہ ترکہ میں وہ کپڑے بھی دخل ہیں اور مُردہ کا چھوڑا ہوا مال جس کو ترکہ کہتے ہیں سب وارثوں میں مشترک ہے۔ بعض وارث نابالغ ہوتے ہیں ان کے مال میں خیرات کرنا حرام ہے بعض غائب ہوتے ہیں۔ بعض کا دینے کو جی نہیں چاہتا اور کپڑوں کا اچھا پین دیکھ کر لالچ آتا ہے مگر مجبوراً دیتے جاتے ہیں ورنہ برادری والے دیکھ کر کہیں گے کہ دیکھو مُردہ کے کپڑے پہن رکھے ہیں اور اگر کپڑے قیمتی ہیں اور پہنچے موذن کے پاس تو یوں اُن کا ناس ہوا کیوں کہ وہ اُن کی قدر نہیں جانتا بازار میں لے جا کر جن داموں میں بیچ دیتا ہے۔ صاحبو! اگر یوں صورت کی جاتی کہ ان کو تقسیم کر کے جو بالغ موجود ہیں وہ اپنا حصہ خوشی بیچ کر قیمت خیرات کر دیتے اور نابالغوں کا حصہ حفاظت سے رکھ لیا جاتا تو کیا اچھی بات تھی۔ یا بچوں کو پہننے دیتے تو کیا جرم تھا۔

بعض
جگہ پر

مردہ کی قبر پر قرآن شریف پڑھوانا اور تودن کی ذلت

ہے کہ مردہ کی قبر پر چالیس روز تک قرآن شریف پڑھواتے ہیں اور کچھ اجرت حافظ کو دینی پڑتی ہے اور اتنے دنوں کا کھانا بھی ملتا ہے۔ اس کے بارہ میں سنتے وہ یہ کہ قرآن شریف پڑھ کر اجرت لینا حرام ہے یہ مسئلہ فقہ یعنی مسئلوں کی کتاب میں لکھا ہوا ہے اور قرآن شریف پڑھانے میں جو جائز ہونے کا فرضی دیا گیا ہے تو اس ضرورت سے کہ لوگوں کو یوں تو پڑھانے کا شوق رہا نہیں اگر پڑھانے کی تنخواہ کبھی منع کر دیا جائے تو قرآن شریف کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہے اور مردہ کی قبر پر نہ پڑھوانے سے یہ ڈر ہی نہیں اس لیے وہ حرام ہی رہے گا۔ ظاہر ہے کہ جب بدلہ لے کر قرآن شریف پڑھا گیا تو پڑھنے والے ہی کو ثواب نہ ہوا پھر مردہ کو کیا چیز بخشے گا اس لیے یہ اجرت آپ کی برباد گئی اور حافظ صاحب کے دل پر جو کچھ اثر ہوا وہ الگ وہ ہر وقت منتظر رہتے ہیں کہ کوئی مرے اور جہاں جنازہ دیکھا اور طہینان ہوا کہ اب چالیس روز کا سہارا تو ہوا۔ چلے جوں جوں ختم ہوتا جاتا ہے۔ تو دُعا مانگتے جاتے ہیں۔ وہ مثل ہے کہ مرے موٹا اور بھرے لوطا۔ صاحبو! یہ ساری خرابیاں کا ہے سے پیدا ہوئیں صرف پابندی رسم سے۔ اگر آپ حافظ جی کو یوں بھی دعوت کر کے عمدہ کھانا کھلا دیا کرتے اور اپنے کپڑوں میں سے کبھی کپڑا دے دیا کرتے تو کیوں وہ تمہارے مرنے کو تکتے۔ مگر حالت یہ ہے کہ بجز موقع موت کے اس کی کوئی بات بھی نہیں پوچھنا اور خاص کر تودن کو نوکروں چاکروں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھ رکھا ہے۔ نامعلوم

اس طرف یہ بات ہے یا نہیں ہمارے قصبات میں تو محلہ کا پانی تک اس سے بھرتے ہیں۔ یوں دستور ہے کہ اگر کسی کے مکان سے صیل یا ماما مسجد کے کنوئیں پر گھڑا بھرنے کو لائے اور موذن موجود ہو تو اچھا تو یہ ہے کہ وہ گھڑے کو بھر کر مکان تک پہنچا آئے اور کم از کم اتنا تو ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ سے بھر کر اس صیل کو دے دیں۔ بے چارے کو سینکڑوں گھڑے بھرنے پڑتے ہیں۔ کیا مجھ والوں کا نوکر ہے۔ اگر اس کو روٹی دیتے ہو تو وہ اذان بھی تو کہتا ہے اور اکثر تو ایسا ہوتا ہے کہ مسجدوں میں طالب علم رہا کرتے ہیں وہ پڑھیں یا تمہارے گھڑے بھریں اور ایسے ہی بہت سے رواج اس قسم کے ڈال رکھے ہیں کہ صد ہا خرابیوں کے باعث ہوتے ہیں۔ وجہ اس کی کیا ہے کہ ان خرابیوں پر نظر نہیں اور اسی واسطے ان کی درستی کو ضروری نہیں سمجھتے اس بات کا خیال نہیں کہ ان کاموں پر بھی قیامت میں حساب ہوگا۔ اس کا خیال رکھو اور مولویوں کے پاس بیٹھو اور ان سے لگاؤ پیدا کرو اور اپنی باتوں اور فعلوں کی ان سے پوچھ پوچھ کر درستی کرو۔ پوچھنے میں شرم بہرگز نہ کرو۔ جب ان سے پوچھو گے تو ضرور کوئی شکل نکلے گی۔ ان کے پاس پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچو گے۔

اللہ والوں کی صحبت کا اثر | اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے مگر قصص صحبت سے بچنا چاہیے

خیر ضرورت کے واسطے مضائقہ نہیں میل جول بلا ضرورت نہ چاہیے۔ اللہ والوں کی صحبت سے ضرور نفع ہوتا ہے۔ لوگوں کا خیال یہ ہوا کرتا ہے کہ صاحب ہم فلا نے بزرگ کے پاس بیٹھے تو کچھ کمال نہ ہوا۔ پہلی دفعہ میں جوش تک بھی نہ ہوا۔ یہ غلطی

ہے سمجھ لیجئے کہ صحبت کا اصل اثر یہ ہے کہ دنیا کی محبت گھٹ جاتے اور اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جاتے۔ پھر کبھی نفس کی حالتوں کا غلبہ بھی اس کے ساتھ پایا جاتا ہے، بعض لوگوں کا حال سُنا ہو گا کہ پیر کی بات سُن کر پچھاڑ کھا کر گر پڑے۔ لوگوں کے نزدیک یہی بڑا اثر ہے۔ جہاں یہ پایا جاوے وہی مجلس چھٹی جاتی ہے۔

سماع کا اثر | عام لوگ کہا کرتے ہیں کہ میاں گانا سُنا تو وہ چیز ہے کہ سانپ کو بھی مست کر دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہی دلیل

ہے کہ یہ خاص حالت لائق اعتبار نہیں کیونکہ لائق ماننے کے وہ حالت ہے کہ انسان ہی میں پائی جاتے اور میں نہیں اور جب سانپ کو اس سے اثر ہوا معلوم ہوا کہ گانا سننے سے ایسی کیفیت ہوتی ہے جو انسان میں بھی اور دوسرے حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے اس لیے کوئی کمال نہ ہوا۔ انسان کا خاص کمال تو وہ ہے کہ تمام خلقت پر بڑھ جاوے بلکہ فرشتوں پر بھی۔ وہ کمال یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی پوری تابعداری اور نفس کی درستی پیدا ہو۔ ہاں اگر تابعداری کے ساتھ جوش کی حالت بھی پیدا ہو جائے اور اچھا ہے کیونکہ یہ نفس میں تیزی پیدا کرتا ہے اس لیے تابعداری پر مددگار بن جاتا ہے جیسا کہ انجن میں آگ کہ گاڑی میں بدون آگ کے ٹھیلنے سے بھی چلتی ہیں۔ مگر آگ سے خوب نیز چلتی ہیں۔ غرض اصل مقصود تابعداری اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ہے اگر بھڑک نہیں ہے پُری مت ہو اور جو دونوں ہوں تو بہتر اور اچھا ہے۔

صحبت کا ادب کا طرہ رکھنے سے ضرور اثر ہوتا ہے | لوگ صحبت

کا اثر چاہتے ہیں مگر اکثر لوگ آداب صحبت کو جانتے بھی نہیں۔ صحبت کے جو طریقے ہیں وہ اختیار کیجئے پھر دیکھئے کہ اثر ہوتا ہے یا نہیں۔ طرح طرح کے بکھڑے لے کر پیروں کی خدمت میں جاتے ہیں۔ کوئی مقدمہ کے واسطے دُعا کرانا ہے کوئی اولاد کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چاہنے والا بھی کوئی ہے؟ پیروں کے پاس سوائے ضروری بات کے کچھ بات نہ کی جاوے۔ اگر وہ خود بھی دنیا کی بات کریں تو یہ سمجھو کہ انتہا کے مرتبہ پر پہنچنے والے کو ان سے نقصان نہیں ہوتا اور تم ابتدائی حالت میں ہو اس لیے تم کو نقصان ہوگا۔ لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی بات پوچھنے کی ہو تو یوں گمان کر رکھا ہے کہ ہم جا کر بیٹھتے ہیں اس کو پوچھنا نہ چاہیے پیر خود بیان کریں۔ صاحبو! اول تو یہ بات کشف سے ہوتی ہے اور کشف ہمیشہ اختیار میں نہیں اور مان لو کہ ان کو کشف بھی ہو گیا تو کیا ضروری ہے کہ تمہاری بات کا جواب بھی دیں۔ جب تم حاجت والے ہو کہ پوچھنے سے بے پروا ہو تو وہ بے پروا ہوں تو کیوں مجبور کیے جاویں۔ پھر یہ ہے کہ تمہارے پوچھنے سے ان کی شفقت اور مہربانی تمہارے اوپر زیادہ ہو جائے گی ضرور پوچھو جب وہ بدون تمہارے پوچھے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو معلوم ہو جائے اور تمہیں نیک نیتی حاصل ہو تو تمہارے پوچھنے سے اور زیادہ مہربانی کریں گے۔

ضروری بات پوچھنے سے گناہ چاہیے اور مراقبہ کا بیان جو بہت مفید ہے

میں نے اس مضمون کو لمبا چڑھا اس لیے بیان کیا کہ میں تاکید سے کہتا ہوں کہ مولویوں کے پاس آنا جانا اختیار کرو اور اپنی حالت کو درست کرو اور علم حاصل کرو

اسے پوچھنے میں شرم نہ کرو۔ ایک بات بہت مفید یہ ہے کہ حساب کا مراقبہ کیا کرو جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی وقت مقرر کر کے تنہائی میں یہ خیال کیا کرو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور ازل تو لےنے کی ترازو بھی موجود ہے اور میرا حساب ہو رہا ہے اور پل صراط سامنے کھڑا کر کے اس پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر دیکھنا کہ تم سے گناہ کیسے ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوگا اور شریعت پر چلنا دشوار نہ رہے گا۔ جب شریعت پر چلنے لگے تو پل صراط پر چلنا کوئی بات نہیں۔ بڑے درجہ کے علماء کے نزدیک پل صراط ایک صورت ہے شریعت کی اس لیے سالک یعنی شریعت پر چلنے والا دُنیا میں پُل صراط پر چل رہا ہے۔ اس لیے قیامت میں کوئی دُشواری نہ رہے گی اور اپنے حال کو ہر وقت دُرست رکھو نہ معلوم کس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا ہو جاوے۔ حال کے درست ہو جانے کی علامت یہ ہے مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ جو شخص ایسا صاف ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جانے سے اس کو اندیشہ نہ ہوتا ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے خود ملنا چاہتے ہیں اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ عمل ٹھیک ہوں۔

حدیث شریف میں ہے -
 أَحْسِنُوا الظَّنَّ بِرَبِّكُمْ ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھو۔
 اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ گمان اس کا درست ہوتا ہے جس کے عمل ٹھیک ہوں اس صورت میں حدیث کے یہ معنی ہوتے کہ أَحْسِنُوا الظَّنَّ کہ عمل کو ٹھیک کرو کہ وہ سبب ہے اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان

رکھنے کا اور یہ معنی تھوڑے ہی ہو سکتے ہیں کہ بُرے عمل کیے جاؤ اور خیال اچھا جماتے رہو یہ تو دھوکہ ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ایسا حال بنا لو کہ جب سوچو موت بُری نہ معلوم ہو اور موت کا وقت مقرر نہیں۔ اس لیے ہر وقت حال ٹھیک رکھنا ضروری ہوا۔ کیونکہ شاید یہی آخری سانس ہو اس واسطے ہم کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔

وعظ ختم ہوا اور لوگوں نے دُعا مانگی، فقط

تمت



ہنگامی کے نقصانات

فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی نامحرم کو دیکھنے کا تقاضا قلب میں ہو، اس کو ہم ایک دفعہ جی بھر کر دیکھ لیں تو تسکین ہو جائے گی، یہ محض غلط ہے وہ تسکین عارضی ہے۔ اس دیکھنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ دل کی گہرائی میں اُتر جاتا ہے اس لیے محسوس نہیں ہوتا اور تسکین کا جو شبہ ہوتا ہے تو قصداً اس کا تصور کر کے مزہ لینا زہر قاتل رہزن دین ہے۔ حدیث شریف میں ہے :

الْأَنْظَرُ سَهْمٌ مِنْ سَهَامِ ابْلِيسَ

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

(کمالات اشرفیہ)

وساوس جمع آتے ہوں اس کا غم کیوں
عمر بٹ اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر کچھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے

محبوبؐ رحمۃ اللہ علیہ

راہر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھ کو مُرشد لے چلے گا دوش پہ
یہ ترا راہر خمیالِ خام ہے

مجدوبؑ رحمۃ اللہ علیہ